عاکف سعید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

'حکمتِ قرآن' کا گذشتہ شمارہ اسلام کے معاشی نظام کے موضوع پر ایک خصوصی اشاعت پر مبنی تھا ـــــ معاشی مسئلہ، اگرچہ ہر دور میں بنی آدم کے بنیادی مسائل میں سے رہا ہے لیکن اس دور میں متعدد اسباب کی بنا پر اس کی اہمیت کئی چند ہو چکی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اگر اس مسئلے کی جانب خاطر خواہ توجہ نہ دی گئی، تقسیمِ دولت کا غیر منصفانہ نظام جوں کا توں رہا اور اسلام کی معاشی تعلیمات کو ان کی اصل روح کے ساتھ پیش نہ کیا گیا تو حالات کا بہاؤ جس جانب ہے، اس سے کوئی ذی شعور بے خبر نہیں اور اس سلسلے میں نوشتۂ دیوار کسی چشمِ بینا سے مخفی نہیں ـــــــــــــــ

اس دور میں جبکہ شریعتِ اسلامی کے نفاذ کا بہت چرچا ہے اور اس معاملے میں حکومت کی طرف سے بلند بانگ دعاوی سامنے آ رہے ہیں کہ ہم نے اپنی معیشت کو سود سے پاک کرنے کے کام کا آغاز کر دیا ہے، ایک بہت بڑا سوالیہ نشان یہی لوگوں کے ذہنوں پر ثبت ہے کہ کیا نظامِ معیشت میں بنیادی تبدیلیاں لائے بغیر محض چند لیبل بدلنے سے ہماری معیشت سود سے پاک ہو چکی ہے اور کیا اسلام کے معاشی نظام سے یہی کچھ مراد ہے! خاص طور پر غریب طبقات میں یہ بے چینی بہت تیزی سے پھیل رہی ہے کہ اگر اسلام کا معاشی نظام یہی کچھ ہے تو گویا معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کے مسائل کا کوئی حل اسلام کے پاس موجود نہیں ہے اور ہمارے لئے اسلام کا دامن خالی ہے ـــــ ـــــ حالانکہ معاملہ اس سے بہت مختلف ہے، اسلام نے جو نظام نوعِ انسانی کو دیا تھا اس کا جامع عنوان ہے 'نظامِ عدلِ اجتماعی' سورۂ شوریٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلوایا گیا کہ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ . یعنی میں صرف واعظ و ناصح بن کر نہیں آیا بلکہ تمہارے مابین عدل کرنا یا بالفاظِ دیگر عدل و قسط پر مبنی نظام بالفعل قائم کرنا میری بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے ـــــ سورۃ حدید میں یہ مضمون مزید نکھر کر سامنے آتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

تحقیق، ہم نے بھیجے اپنے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ اور نازل فرمائی ان کے ساتھ کتاب اور میزان تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم رہیں۔

غور کیجئے! اس آیت مبارکہ میں نظام عدلِ اجتماعی کے قیام کو سلسلۂ نبوّت و رسالت کے بنیادی مقاصد میں سے قرار دیا گیا ہے۔ تفصیلات کا یہاں موقع نہیں ہے۔ ہمیں محض اشارات پر اکتفا کرنا ہوگا۔ خلاصۂ کلام یہ کہ اسلامی نظامِ اجتماعی کا نمایاں ترین وصف 'عدل و قسط' ہے —— اور یہ عدل معاشرے کی ہر سطح پر مطلوب ہے۔ خواہ وہ سماجی ہو یا معاشرتی اور سیاسی ہو یا معاشی —— ! سماجی و معاشرتی سطح پر یہ عدل اخوّت و مساوات کی شکل میں ظہور کرتا ہے، سیاسی سطح پر حرّیت اور آزادیٔ رائے اس نظامِ عدلِ اجتماعی کا ثمرہ ہے اور معاشی سطح پر یہی عدل —— 'کفالت عامہ' کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے اور ایک اسلامی حکومت کی یہ بنیادی ذمّہ داری قرار پاتی ہے کہ وہ خود کو اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات کی کفیل متصوّر کرے۔ دورِ خلافتِ راشدہ کی سب سے اہم اور نمایاں خصوصیت یہی تھی کہ وہاں یہ نظامِ عدلِ اجتماعی اپنی اعلیٰ ترین سطح پر نظر آتا ہے۔ انسانی اخوّت و مساوات کے جو مناظر اس دور میں چشمِ فلک نے دیکھے وہ اب صرف کتابوں میں ملتے ہیں، انسانی حرّیت اور آزادیٔ رائے کے جو مظاہر اس دور میں سامنے آئے اب نوعِ انسانی انہی کی تمنّا اور آرزو کے سہارے جی رہی ہے اور کفالتِ عامّہ کا جو تصوّر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیش کیا وہ قیامت تک کے لئے کسی بھی ویلفیئر اسٹیٹ کے لئے آئیڈیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ تھے اسلامی نظام عدلِ اجتماعی کے ثمرات! اقبالؔ نے اس بات کو بڑی خوبصورتی سے ادا کیا ہے۔

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو زانکہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰ اورا بہاست یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ ست

یہ بات واضح رہے کہ کوئی بھی نظام جس میں ان تینوں سطحوں پر عدل و انصاف سے صرف نظر کیا گیا ہو، ہرگز اسلامی نظام نہیں ہو سکتا۔ خواہ بظاہر اس کے اوپر سرکاری سطح پر اقامت صلوٰۃ کے سطحی اہتمام اور زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کے ذریعے اسلام کا غازہ مل دیا گیا ہو —— مگر نظام انہی باطل اصولوں پر قائم ہے، سیاسی جبر و استبداد کی فضا اسی طور پر برقرار ہے، سماجی سطح پر رنگ و نسل کی بنیاد پر اونچ نیچ کا معاملہ وہیں ہے اور تقسیم دولت کا وہ غلط نظام جس میں سرمایہ دارانہ

—— (باقی صفحہ ۷۰ پر) ——